

## 223070- حاجی پر فرض ہدی [قربانی] اور اسے ذبح کرنے کی جگہ

### سوال

کیا حج کی قربانی یعنی ہدی کا جانور حد و حرم سے باہر ذبح ہو سکتا ہے اور کیا اسے حاجی کے شہر میں تقسیم کیا جا سکتا ہے؛ کیونکہ وہاں غریبوں کی بہتات ہے؟ اگر حاجی اس طرح کر لے تو اس کے حج کا کیا حکم ہے؟ میں آپ سے التماس کرتا ہوں کہ کتاب و سنت سے دلائل دیں کہ کیا ہدی کا جانور ذبح کرنے والی جگہ پر ہی ذبح کیا جائے گا، نیز یہ کس لیے ضروری ہے کہ ہدی کا جانور حد و حرم میں ہی ذبح ہو؟

### پسندیدہ جواب

#### اول :

حج کے دوران حاجی پر واجب ہونے والے ذبیحوں کی متعدد اقسام ہیں :

#### پہلی قسم :

حج تمتع یا قرآن کی قربانی جسے اصطلاحاً ہدی کہا جاتا ہے، چنانچہ حج تمتع یا قرآن کرنے والے شخص پر ہدی کی استطاعت کی صورت میں ہدی ذبح کرنا واجب ہے، اگر استطاعت نہ ہو تو پھر روزے رکھے گا، فرمان باری تعالیٰ ہے :

﴿فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَهَيَاةٌ مِّمَّا تَلَا هُدْيَا يَوْمَ نِجْحٍ وَسَبْعَةُ إِذَارٍ يَجْعَلُكَ عَشْرَةَ كَأَنَّكَ ذَكَرْتَهُ لِمَنْ لَمْ يَكُنْ أَهْلَهُ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْقَوْلُ اللَّهُ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ﴾.

ترجمہ: تو جو شخص حج کا زمانہ آنے تک عمرہ ادا کرے اور اگر میسر نہ آئے تو تین روزے تو ایام حج میں رکھے اور سات گھرواپس پہنچ کر، یہ کل دس روزے ہو جائیں گے۔ یہ حکم ان لوگوں کے لیے ہے جو مسجد الحرام (مکہ) کے باشندے نہ ہوں۔ اور اللہ کے احکام کی خلاف ورزی سے بچو اور جان لو کہ اللہ سخت سزا دینے والا ہے [البقرہ: 196]

ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں :

"یعنی مطلب یہ ہے کہ: جب تم مناسک حج و عمرہ ادا کرنے کی حالت میں ہو تو جو عمرے کے ساتھ حج کا فائدہ بھی اٹھائے یعنی جو عمرے اور حج دونوں کا احرام اکٹھا باندھے [یعنی حج قرآن کرے] یا پھر عمرے کا احرام پہلے باندھے اور پھر عمرے سے فارغ ہونے کے بعد حج کا احرام باندھے [یعنی حج تمتع کرے]۔ فقہانے کرام جب تمتع کا لفظ بولتے ہیں تو اس سے یہی آخری صورت مراد ہوتی ہے۔ تو پھر ﴿فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ﴾ [ترجمہ: وہ قربانی کرے جو اسے میسر ہو۔] یعنی: جس ہدی کی استطاعت ہو تو وہ اسے ذبح کرے اور اس کی کم از کم صورت بحری ہے "ختم شد

ماخوذ از: تفسیر ابن کثیر: (1/537)

اس ہدی کے ذبح ہونے کی جگہ حرم ملی ہے۔

اس بارے میں ابن العربی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"اس بارے میں اختلاف نہیں ہے کہ ہدی کو حرم میں ذبح کرنا لازمی امر ہے" ختم شد  
"احکام القرآن" (2/186)

"الموسوعة الفقهية" (251-42/250) میں ہے کہ :

"فقہائے کرام اس بات پر متفق ہیں کہ ہدی کی قربانی محصور ہو جانے کے علاوہ حد و حرم کے ساتھ مختص ہے، لہذا کسی بھی ہدی کے جانور کو حد و حرم سے باہر ذبح کرنا جائز نہیں ہے؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے شکار کے عوض ذبح ہونے والے جانور کے متعلق فرمایا ہے کہ : ﴿هُدًى يَابِغِ الْكُفْرَةِ﴾ [یعنی : ہدی کعبہ تک پہنچنے والی ہو] اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے : ﴿لَمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لِلْأَنْبِيَاءِ الْغَنِيِّ﴾ [یعنی : پھر اس قربانی کی جگہ بیت عقیق ہے۔] نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے : (میں نے یہاں پر جانور کو نحر کیا ہے اور منی سارے کا سارے ذبح کرنے کی جگہ ہے، اس لیے تم اپنے پڑاؤ کی جگہ میں ذبح کر لو) ایک اور حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے : (کے کی ساری گلیاں راستے اور ذبح کرنے کی جگہ ہیں) "ختم شد  
ہدی کے گوشت کے متعلق واجب یہ ہے کہ :

اس گوشت میں سے کچھ حصہ فقہائے حرم اور حرم کے مساکین میں تقسیم کیا جائے، نیز اس میں سے کچھ حصہ کھانے اور تحفہ دینے کیلئے حرم سے باہر لے جانا جائز ہے۔

اس کی دلیل سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ آپ کہتے ہیں : "ہم اپنے قربانی کے اونٹوں کا گوشت تین دن سے زیادہ منی میں کھایا کرتے تھے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اجازت دیتے ہوئے فرمایا : (کھاؤ بھی اور ساتھ بھی لے جاؤ) تو ہم نے خود بھی کھایا اور ساتھ بھی لے گئے" اس حدیث کو بخاری : (1719) اور مسلم : (1972) نے روایت کیا ہے۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"حج تمتع اور حج قرآن کی قربانی شکرانے کی قربانی ہے، اس لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ اس کا سارا گوشت مساکین حرم میں تقسیم ہو بلکہ اس کا حکم عید کے دن کی قربانی جیسا ہے، یعنی اس میں سے خود بھی کھایا جائے گا، دوسروں کو تحفہ بھی دیا جائے گا اور حرم کے مساکین پر صدقہ بھی کیا جائے گا۔

اس لیے اگر کوئی شخص مکہ میں حج تمتع اور قرآن کی قربانی کرے اور پھر اس کا گوشت لے کر شرائع یا جدہ یا کسی اور جگہ چلا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، تاہم اتنا ضروری ہے کہ اس میں سے کچھ حصہ حرم کے مساکین پر صدقہ ضرور کرے۔" ختم شد

"الشرح للمتع" (7/203)

دوسری قسم :

وہ جانور جو حج کے کسی واجب کام کے ترک کرنے پر ذبح کیا جائے، چنانچہ جو شخص حج کا کوئی واجب کام چھوڑ دے تو یہ کسی ایک بکری ذبح کر کے پوری کی جاسکتی ہے۔

اس کی دلیل سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ : "جو شخص مناسک میں سے کچھ بھول جائے یا ترک کر دے تو وہ ایک خون بہانے" اس اثر کو امام مالک نے موطا (1583) میں روایت کیا ہے۔

یہ ذبیحہ بھی حد و حرم میں ہوگا اور اس کا گوشت بھی حرم میں ہی تقسیم کیا جائے گا۔

اس بارے میں شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"علمائے کرام نے بڑی صراحت کے ساتھ لکھا ہے اور کہا ہے کہ : حج تمتع اور حج قرآن کی ہدی، ترک واجب پر لازم ہونے والا ذبیحہ ضروری ہے کہ انہیں مکہ میں ذبح کیا جائے، اللہ تعالیٰ نے شکار کے عوض ذبح کیے جانے والے جانور کے متعلق صراحت سے فرمایا کہ :

{يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنْتُمْ حُرْمٌ وَمَنْ قَتَلَ مِنْكُمْ مِثْلًا بِمِثْلٍ فَأَقْتُلْ مِنَ النَّعْمِ بِمِثْلِ مَا قَتَلَ مِنْهَا فَمَنْ قَتَلَ مِنْكُمْ مِثْلًا بِمِثْلٍ فَأَقْتُلْ مِنَ النَّعْمِ بِمِثْلِ مَا قَتَلَ مِنْهَا}.

ترجمہ : اے ایمان والو! تم حالت احرام میں شکار نہ مارو۔ اور جس نے دیدہ دانستہ شکار مارا تو اس کا بدلہ مویشیوں میں سے اسی شکار کے ہم پلہ جانور ہے جس کا فیصلہ تم میں سے دو عادل آدمی کریں اور یہ جانور کعبہ لے جا کر قربانی کیا جائے۔ [المائدہ: 95]

تو جو چیز شریعت میں کسی جگہ کے ساتھ نعتی کر دی جائے تو اسے اس جگہ سے کسی اور جگہ منتقل کرنا جائز نہیں ہے، بلکہ ضروری ہے کہ اس چیز کو اسی جگہ میں سرانجام دیا جائے، لہذا ہدی کی تمام اقسام مکہ میں ذبح ہوں گی اور مکہ میں انہیں تقسیم کیا جائے گا "ختم شد  
"مجموع فتاویٰ ابن عثیمین" (25/83)

تیسری قسم :

جو ذبیحہ حجاج کسی ممنوعہ کام کے ارتکاب پر ذبح کریں۔

اس کے بارے میں شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"احرام کی حالت میں حرام کام کا ارتکاب کرنے پر بھی نص قرآنی سے ثابت ہے کہ ذبیحہ ذبح کرنا ہوگا، فرمان باری تعالیٰ ہے :

{وَأَطِيعُوا نَجْحَ وَالْعَزْرَةَ لِلَّهِ فَإِنْ أُحْضِرْتُمْ مِمَّا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَنْدِ وَلَا تَحْلُوهَا وَأَنْتُمْ حَتَّىٰ يَبْلُغَ الْهَنْدِ مَحَلَّةً فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِنْ رَأْسِهِ فَذَبْحَةٌ مِنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٌ أَوْ نَسَبٌ}.

ترجمہ : اور اللہ کے لیے حج اور عمرہ پورا کرو۔ اور اگر کہیں گھر جاؤ تو جو قربانی تمہیں میسر آئے وہی کرو۔ اور اپنے سر اس وقت تک نہ مونڈو جب تک کہ قربانی اپنے ٹھکانے پر نہ پہنچ جائے۔ مگر جو شخص مریض ہو یا اس کے سر میں کچھ تکلیف ہو (تو سر منڈوا سکتا ہے بشرطیکہ) روزوں سے یا صدقہ سے یا قربانی سے اس کا فدیہ ادا کر دے۔ [البقرہ: 196] "ختم شد  
"الشرح للمصنف" (7/408)

مزید کیلئے آپ "الجامع لأحكام القرآن" از قرطبی رحمہ اللہ (292/3-293) کا مطالعہ بھی کریں۔

اگر کسی شخص پر حرام کام کے ارتکاب کی وجہ سے ذبیحہ لازم ہو جائے تو اسے اختیار ہے کہ جس جگہ پر حرام کام کا ارتکاب ہوا ہے وہیں پر جانور ذبح کرے اور وہیں پر ہی لوگوں میں گوشت تقسیم کر دے، چاہے وہ جگہ حدود حرم کے اندر ہو یا باہر، یا پھر وہ یہ ذبیحہ حدود حرم میں ذبح کرے اور حرم میں ہی اسے تقسیم کر دے۔

اس کی دلیل کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ : "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھا کہ اس کے چہرے پر جوئیں گر رہی ہیں، تو آپ نے فرمایا : (کیا تمہیں ان حشرات سے تکلیف ہو رہی ہے؟) تو انہوں نے کہا : جی ہاں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سر منڈوانے کا حکم دیا، آپ اس وقت حدیبیہ کے مقام پر تھے، اور ان کیلئے واضح نہیں تھا کہ وہ حدیبیہ میں ہیں، تاہم وہ مکہ داخل ہونے سے پر امید تھے، تو اللہ تعالیٰ نے فدیہ کی آیات نازل فرمادیں، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعب بن عجرہ کو حکم دیا کہ وہ ایک ٹوپہ [حدیث میں "فرق" کا لفظ ہے جو تین صاع کا ہوتا ہے، یعنی ہر فرد کو نصف صاع کھانا دے دے۔ مترجم] چھ افراد میں تقسیم کر دے، یا بخری ذبح کر دے یا تین دن کے روزے رکھ لے۔ "بخاری: (1817) مسلم: (1201)

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ مزید کہتے ہیں کہ :

"جس ذبیحے کو حد و حرم سے باہر جہاں اس کا سبب پایا گیا تھا ذبح کرنا اور اس کا گوشت تقسیم کرنا جائز ہو تو اس کو حرم میں ذبح کر کے تقسیم کرنا بھی جائز ہے، لیکن اس کے الٹ نہیں ہو سکتا" ختم شد

"الشرح للمتح" (7/204)

اسی قسم میں وہ اونٹ بھی شامل ہوتا ہے جو محرم کو تحلل اول سے قبل بیوی کے ساتھ جماع کرنے پر لازم آتا ہے :

اس بارے میں شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"اگر ارتکاب کردہ ممنوعہ عمل جماع ہو جو کہ حج میں تحلل اول سے پہلے کیا گیا ہو تو اس میں اونٹ واجب ہو گا جو کہ اسی جگہ ذبح کیا جائے گا جہاں جماع ہوا، یا پھر اسے مکہ میں ذبح کر کے فقراے حرم میں تقسیم کر دیا جائے گا" ختم شد

"مجموع فتاویٰ ابن عثیمین" (22/222)

چوتھی قسم :

وہ جانور جو محصور ہو جانے کی صورت میں ذبح کیا جائے، یعنی حج یا عمرہ مکمل کرنے میں رکاوٹ کھڑی ہو گئی تو ایسی صورت میں جانور ذبح کرنا پڑتا ہے۔

اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

﴿وَأَطِئُوا نَجْحَ وَالْمَعْرَةَ لِلَّهِ فَإِنْ أُحْضِرْتُمْ مِمَّا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ﴾

ترجمہ: اور اللہ کے لیے حج اور عمرہ پورا کرو۔ اور اگر کہیں گھر جاؤ تو جو قربانی تمہیں میسر آئے وہی کر دو۔ [البقرہ: 196]

تو اس کا حکم بھی سابقہ قسم والا ہی ہے؛ اس لیے اسے بھی اسی جگہ ذبح کر دیا جائے گا جہاں اس کیلئے رکاوٹ کھڑی ہوئی؛ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جس وقت حدیبیہ کے وقت مکہ میں داخل ہونے سے روکا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قربانی کو حد و حرم سے باہر ہی نحر کر دیا تھا۔

نیز اس جانور کو حد و حرم کے اندر بھی ذبح کر کے تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

اس کی دلیل سیدنا ابن عمر رضی اللہ کی یہ حدیث ہے کہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمرے کی غرض سے روانہ ہوئے تو قریشی کافروں نے آپ کو مکہ داخل ہونے سے روک دیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہدی کے جانور کو حدیبیہ میں ہی نحر کر دیا اور اپنا سر منڈوا لیا" بخاری: (4252)

ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"اس واقعے کا ظاہر یہی قصہ ہی لگتا ہے کہ سب نے اپنی اپنی جگہ پر ہی اپنے جانور ذبح کر دیئے تھے، اور وہ اس وقت حد و حرم سے باہر تھے، تو اس سے جواز کشید ہوتا ہے، واللہ اعلم" ختم شد

"فتح الباری" (4/11)

پانچویں قسم :

جو ذبیحہ شکار کرنے کے عوض میں ذبح کیا جائے، تو اس کا حکم یہ ہے کہ اسے حدود حرم کے اندر ذبح کیا جائے گا اور حرم میں ہی تقسیم ہوگا، بیرون حرم ذبح کرنے پر کفایت نہیں کرے گا۔  
اس بارے میں فرمان باری تعالیٰ ہے :

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنْتُمْ حُرْمٌ وَمَنْ قَتَلَ مِنْكُمْ مِثْلًا مِمَّا قَتَلَ مِنْ النَّعْمِ مُحْكَمًا بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِنْكُمْ فَذُو عَدْلٍ مِمَّا بَلَغَ الْكُفْرَةَ أَذْكَارَ طَعَامٍ مَسَاكِينَ أَذْكَارَ ذَلِكَ صِيَامًا لِيَذُوقَ وَبَالَ أَمْرِ عَصَا اللَّهِ عَمَّا سَلَفَ وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمْ اللَّهُ مِنْهُ وَاللَّهُ عَزِيزٌ ذُو نِقَامٍ﴾.

ترجمہ: اے ایمان والو! تم حالت احرام میں شکار نہ مارو۔ اور جس نے دیدہ دانستہ شکار مارا تو اس کا بدلہ مویشیوں میں سے اسی شکار کے ہم پلہ جانور ہے جس کا فیصلہ تم میں سے دو عادل آدمی کریں اور یہ جانور کب لے جا کر قربانی کیا جائے۔ یا چند مسکینوں کو کھانا کھلانا یا اس کے برابر روزے رکھنا اس کا کفارہ ہے۔ یہ اس لیے کہ وہ اپنے کام کی سزا چکھے۔ جو کچھ اس حکم سے پہلے ہو چکا اسے اللہ نے معاف کر دیا اور جو اب اس کا اعادہ کرے گا اللہ اس سے بدلہ لے گا اور اللہ تعالیٰ غالب ہے بدلہ لینے کی طاقت رکھتا ہے [المائدہ: 95]

اس کی تفسیر میں ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"﴿يَذُوبُ بِالْبَلْعِ الْكُفْرَةَ﴾۔ یعنی کعبہ تک پہنچنے والی، مطلب یہ ہے کہ حرم تک پہنچنے والی، یعنی وہاں پر اسے ذبح کیا جائے، اور اس کا گوشت حرم کے مساکین پر تقسیم کیا جائے، اس صورت میں تمام کا اس بات پر اتفاق ہے "ختم شد  
"تفسیر ابن کثیر" (3/194)

سابقہ تمام تر تفصیلات سے یہ بات بالکل واضح ہو گئی کہ جس ذبیحے کو حرم میں ذبح کرنا شرعی عمل ہو تو اسے خارج از حرم ذبح کرنا جائز نہیں ہے، لیکن جس کو بیرون حرم میں ذبح کرنا جائز ہو تو اسے اندرون حرم میں ذبح کرنا جائز ہے۔

جو شخص اپنے حج کے تمام ارکان مکمل کرے لیکن وہ اپنے حج کی قربانی حرم سے باہر کرے تو اس کا حج صحیح ہے، لیکن اس پر ضروری ہے کہ وہ اس کے متبادل کے طور پر ایک اور جانور حرم کے اندر ذبح کرے، اگر وہ خود مکہ جانے کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو کسی معتمد شخص کو حرم کے اندر ذبح کرنے پر مامور کر دے۔

شیخ ابن باز رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"حج تمتع اور قرآن کی قربانی صرف حدود حرم کے اندر ہی کی جاسکتی ہے، چنانچہ اگر وہ حرم کے علاوہ کسی اور جگہ ذبح کر دیتا ہے جیسے کہ عرفات، جدہ وغیرہ میں تو اس کی یہ قربانی نہیں ہوگی، چاہے اس کا گوشت وہ حرم میں ہی تقسیم کرے، اس پر حدود حرم میں ایک اور ہدی لازم ہے، چاہے اسے اس چیز کا علم تھا یا نہیں تھا؛ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ہدی حدود حرم میں نحر کی تھی اور آپ نے فرمایا تھا: (مجھ سے مناسک حج سیکھ لو) اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام نے بھی آپ کی اقتدا کرتے ہوئے حدود حرم میں ہی اپنی قربانیاں کی تھیں "ختم شد

"مجموع فتاویٰ ابن باز" (31/18-32)

دوم :

آپ نے سوال میں لکھا ہے کہ :

"یہ کس لیے ضروری ہے کہ ہدی کا جانور حدود حرم میں ہی ذبح ہو؟"

تو ہدی کو درج ذیل دلائل کی وجہ سے حدود حرم میں ذبح کیا جاتا ہے :

1. کتاب و سنت میں اسی چیز کا حکم دیا گیا ہے اور کتاب و سنت کی اتباع ہم پر لازمی ہے۔

فرمان باری تعالیٰ ہے :

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا لِمُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَىٰ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِينًا﴾.

ترجمہ: کسی مومن مرد اور مومن عورت کو یہ حق نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی کام کا فیصلہ کر دے تو ان کے لئے اپنے معاملہ میں کچھ اختیار باقی رہ جائے اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے تو وہ یقیناً صریح گمراہی میں جا پڑا۔ [الأحزاب: 36]

مزید فرمایا:

﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ﴾۔ اور تمہیں جو کچھ رسول دے لے لو، اور جس سے روکے رک جاؤ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ

سخت عذاب والا ہے۔ [الحشر: 7]

تو ان ذبحوں کا معاملہ بھی حج کے دیگر مناسک کی طرح ہے، بلکہ دیگر تمام عبادات کی طرح ہے، ان میں اللہ اور اس کے رسول کے حکم کی تعمیل ہوگی اور ان میں یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ کیوں ایسے حکم دیا گیا ہے؟

صحیح بخاری: (315) اور مسلم: (335) میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ انہوں نے ایک عورت کی سرزنش کی تھی جس نے پوچھا تھا کہ حائضہ روزے تو بعد میں رکھتی ہے لیکن نماز کیوں نہیں پڑھتی؟ اور آپ نے اسے کہا تھا کہ: "ہمیں حیض آتا تھا تو ہمیں روزے کی قضا دینے کا حکم دیا جاتا تھا نماز کی قضا کا حکم نہیں دیا جاتا تھا"

اور اسی طرح امام شاطبی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"تعبدی امور میں اسباب اور وجوہات بغیر کسی اونچ نیچ کے محض تابعداری ہی ہوتی ہے؛ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے حائضہ کے روزوں کی قضا کے بارے میں پوچھا گیا کہ نماز کی قضا تو نہیں دیتی روزوں کی کیوں دیتی ہے؟ تو انہوں نے ایسا سوال کرنے والی خاتون کو ڈانٹا؛ کیونکہ عبادت تو ہوتی ہی تب ہے جب اس کا حکم دینے کی وجہ معلوم نہ ہو، پھر انہوں نے کہا تھا: "ہمیں حیض آتا تھا تو ہمیں روزے کی قضا دینے کا حکم دیا جاتا تھا نماز کی قضا کا حکم نہیں دیا جاتا تھا" اس طرح یہ بھی سمجھ میں آتا ہے تعبدی امور میں مشقت کی بجائے عبادت اور بندگی کو ترجیح حاصل ہوتی ہے۔ اسی طرح ابن مسیب رحمہ اللہ نے تمام انگلیوں کی دیت برابر رکھنے کے متعلق کہا تھا: "بھتیجے سنت یہی ہے" [یعنی تمام انگلیوں کی دیت برابر ہو انگوٹھے کو چھنگلی پر فوقیت نہیں دی جا سکتی] "ختم شد"

ماخوذ از موافقات: (526/2)

1. کیونکہ جانور ذبح کرنا بھی حج کے اعمال میں سے ایک عمل ہے، اور حج کا تعلق مکہ مکرمہ سے ہے، اور حج کے زیادہ تر اعمال حدود حرم کے اندر ہی سرانجام دینے جاتے ہیں، تو

اس طرح ہدی کو بھی حدود حرم میں ذبح کرنا حج کی ادائیگی کیلئے مقرر کی گئی اصل جگہ کے مطابق ہوگا۔

2. ہدی کو حدود حرم میں ذبح کر کے وہیں پر تقسیم کرنا اس جگہ کے مساکن کیلئے بھی آسانی کا باعث ہے، ممکن ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ابراہیم علیہ السلام کی دعا کو قبول کرنے

کے بعد یہاں رہنے والوں کیلئے رزق کے بندوبست میں شامل ہو، جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي بُرُودًا غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيَتَّقِيَ الصَّلَاةَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْنَا وَارْزُقْنَا مِنْ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّكُمْ يَشْكُرُونَ﴾۔

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار! میں نے اپنی اولاد کے ایک حصے کو تیرے قابل احترام گھر کے پاس ایسے میدان میں لاسایا ہے جہاں کوئی کھیتی نہیں۔ تاکہ وہ نماز قائم کریں۔

پروردگار! بعض لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کر دے اور انہیں کھانے کو پھل مہیا فرما۔ تاکہ وہ شکر گزار رہیں [ابراہیم: 37]

مزید کیلیے آپ ابن قدامہ رحمہ اللہ کی کتاب: "المعنی" (5/451) کا مطالعہ کریں۔

واللہ اعلم